فتنہ پرویزیت غلام

احمد پرویز کی ابتدا

از علامہ عبد الحکیم اختر خاں

شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ بانیِ پرویزیت مسٹر غلام احمد پرویز کی تخریب کاریاں

یہ فرقہ سر سیّد احمد خاں صاحب کی نیچریت کے سہارے معرضِ وجود میں آیا ہے۔ اِس معجون کے اکثر اجزا نیچریت کے ہیں، کچھ کمیونزم اور سوشلزم کا مواد ہے اور باقی مسٹر غلام احمد پرویز صاحب کی اپنی ایجادات۔ مذکورہ تینوں قسم کے اجزاء سے پرویزیت کی معجون مرکب تیار کی گئی ہے۔

پرویزی حضرات خود کو اہلِ قرآن کہتے، قرآن فہمی کے ٹھیکیدار بتاتے ہیں اور پرویز صاحب کے متعلق اُن کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ رسولِ خدا کے بعد اگر اسلام کے اِس چودہ سو سالہ دَور میں کسی نے قرآنِ کریم کی آیات کے حقیقی مفہوم و مطالب کو سمجھا ہے تو وہ صرف اور صرف مسٹر غلام احمد پرویز کی ذات ہے۔ مسلمانوں میں یہ فرقہ پرویزی، منکرینِ حدیث اور منکرینِ سنّت کے ناموں سے متعارف ہے۔ پرویز صاحب اور پرویزی حضرات کو اپنے اہلِ قرآن ہونے کا دعوٰی ہے اور وہ مسلمانوں کے قرآنِ مجید کی تعلیمات سے دُور اور نفور رہنے کا ڈھول بجاتے رہتے ہیں لیکن حقیقت میں اسلام کا دعوٰی کرتے ہُوئے پرویز صاحب سے بڑا شاید ہی قرآنِ کریم کا کوئی مخالف پیدا ہُوا ہو۔ موصوف نے قرآنی تعلیمات اور اُس کے مفہوم و مطالب میں تحریف کا وہ

دروازہ کھولا ہے کہ احکامِ خداوندی کی حقیقی صورت کو مسخ کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہوا ہے۔ اگر یہ قرآن فہمی ہے تو قرآن دشمنی کس درخت کا نام ہوگا؟ جو کسی کی لولی لنگڑی عقل آیاتِ قرآنیہ کا مطلب بتاتی جائے اگر آیات کا حقیقی مفہوم وہی ہوگا تو اس طرح ہزاروں افراد، ہزاروں قسم کے مفہوم و مطالب نہ بتاتے پھریں گے؟ کیا وہ سب تعبیریں حقیقی اور درست ہوں گی؟ اگر نہیں اور ہرگز درست شمار نہیں ہوں گی تو مسٹر پرویز صاحب کی عقل کو قرآنِ کریم کی کون سی آیت نے حقانیت کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے کہ موصوف جو مفہوم بتاتے جائیں آیاتِ قرآنیہ کا حقیقی مفہوم وہی ہوگا؟ آخر قرآنِ کریم نے یہ کس جگہ تصریح کی ہے کہ کلامِ الٰہی کا حقیقی ترجمان مسٹر غلام احمد پرویز ہے؟ جو کچھ پرویز صاحب قرآنِ کریم کے بارے میں فرمائیں وہ درست اور دوسرے جو چاہیں کہتے پھریں وہ سب کچھ غلط۔ کیا پرویزی حضرات مسلمانوں کو یہ بتانے کی زحمت گوارا کریں گے کہ کلامِ الٰہی میں یہ تصریح کس جگہ فرمائی گئی ہے؟ پرویز صاحب مسلمانوں کو سب سے پہلے یہ باور کرانے پر مُصِر ہیں کہ:

"دین کے ساتھ برادران! جو کچھ اقوامِ سابقہ کے ہاتھوں ہوا تھا وہی کچھ اسلام کے ساتھ بھی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس دین کو قرآنِ کریم میں مکمل کیا اور حضور نے اس قرآن کو اُمت کو دے دیا، لیکن حضور کی تشریف براری کے تھوڑے عرصے بعد مفاد پرست قوموں نے اُبھرنا شروع کر دیا۔ اِس دفعہ پہلے ملوکیت آئی، اِس کے ساتھ سرمایہ داری اور اِن دونوں نے اپنے تحفظ کے لیے دین کو مذہب میں بدلنا شروع کر دیا۔ چنانچہ یہ دین بھی آہستہ آہستہ اُسی طرح مذہب میں تبدیل ہو گیا، جس طرح سابقہ انبیائے کرام کا لایا ہوا دین تبدیل ہوا تھا۔"[1]

اگر بقول مسٹر پرویز صاحب سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے تھوڑے ہی عرصہ بعد دین کو اُن کے اصطلاحی مذہب میں بدل دیا گیا تو اِس کا صاف مطلب یہی ہوا کہ اُس وقت سے لے کر اب تک جتنے مسلمان کہلانے والے ہوئے ہیں وہ سب بے دین اور

---

[1] غلام احمد پرویز، مسٹر: بہارِ نو، مطبوعہ اشرف پریس لاہور، ۱۹۶۵ء، ۳۶۹

اسلام کے دشمن تھے۔ اِن حالات میں کئی سوالات پردۂ ذہن پر اُبھرتے ہیں، لیکن دو سوال پیش خدمت ہیں

۱۔ جب اِس تقریباً تیرہ سو سال کے درمیانی عرصے میں سارے مسلمان دین کے بدخواہ اور اِسے تبدیل کرنے والے ہی پیدا ہوتے رہے اور اُنھیں روکنے ٹوکنے والی کوئی طاقت نہ تھی تو اُنھوں نے قرآنِ کریم کے اندر معنوی تحریف کے ساتھ لفظی تحریف کرنے میں کون سی کسر اُٹھا رکھی ہوگی؟ دریں حالات پرویز صاحب موجودہ قرآن کی صحت لفظی کس طرح ثابت کریں گے؟ اگر وہ آیۂ کریمہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ...... سے استدلال کریں تو بالکل بے معنی بات ہوگی کہ اُمتِ مرحومہ کو اُمتِ ملعونہ ٹھہرا دینے کے سبب تو قرآنِ کریم کی صحت مشکوک ہوئی کہ جو کتاب دشمنوں بدخواہوں کے ہاتھوں ملی، اُس کی صحت اور کمی بیشی سے محفوظ رہنے پر کس طرح یقین کیا جائے؟ ایسی حالت میں قرآن مجید کی کسی آیت یا آیات سے کس طرح استدلال صحیح ہو سکے گا کیونکہ یہ شک اپنی جگہ قایم رہے گا کہ ممکن ہے اِس آیت یا اِن آیات کو اُن بدخواہوں نے گھڑ کر اپنی جانب سے شامل کر دیا ہو۔ لہٰذا اِن حالات میں صداقت اُس وقت ثابت ہو سکے گی جب کوئی خارجی دلیل قایم کر دی جائے۔ لیکن پرویز صاحب مرتے دم تک ایسی دلیل قایم نہیں کر سکیں گے۔ ھَاتُوۡا بُرۡھَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ۔

۲۔ جب دین کو مٹے اور مذہب کو اُس کی جگہ سنبھالے اتنی صدیاں گزر گئیں۔ دین کو جاننے والا، اُس پر چلنے والا کوئی نہ رہا تو اِتنا عرصہ گزرنے کے بعد پرویز صاحب کو کس ذریعے سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دین کی یہ شکل و صورت بتائی تھی اور قرآنی آیات کے مفہوم و مطالب یہی بتائے تھے جو مسٹر پرویز بتا رہے ہیں؟ اگر پرویز صاحب اِس کا کوئی تسلی بخش جواب مرحمت فرما دیں تو اُن کا مسلمان قوم پر بڑا کرم ہوگا۔

پرویز صاحب نے قرآنی تعلیمات کو اِس بیدردی سے بدلا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اِس آخری پیغام کو بچوں کا کھلونا یا مداری کا تماشا بنا کر رکھ دیا ہے۔ بغیر کسی دلیل وحجت کے جو نہیں آتا ہے آیات کا مطلب بتاتے چلے جاتے ہیں۔ اسلام کی غربت! کا اِس سے

المناک دَور اور کب آیا ہوگا کہ قرآنِ کریم کے ایسے اشد ترین مخالف اور کلامِ الٰہی کے بے باک مُحرِّف سے کوئی بازپُرس کرنے والا نہیں کہ یہ کیا خبط بے ربط پھیلایا جارہا ہے ؟ کیوں رہنمائی کا دعویٰ کر کے رہزنی کی خوشیاں رچا رہے ہو؟ ہائے غربتِ اسلام ! وائے قرآنِ کریم تیری کس مپرسی !! موصوف نے اپنی مخصوص ترنگ میں اللہ ربّ العزّت کے اسمِ ذات اللہ کا مطلب یہ بتایا ہے :

"اِس اہم نکتہ کو اگر تم سمجھ لو تو قرآن فہمی میں تمہاری بہت سی مشکلات کا حل خود بخود نکل آئے گا، یعنی اِن مقامات میں اللہ کی جگہ اللہ کا قانون کہہ دیا کرو، تو بات بالکل واضح ہو جائے گی، مثلاً اَللّٰہُ یُحۡیِیۡ وَیُمِیۡتُ ..... اللہ کا قانون مارتا ہے اور وہی زندہ رکھتا ہے۔" [۱]

اب حکمِ خداوندی اَطِیۡعُوا اللّٰہَ یعنی احکاماتِ الٰہیہ کی اطاعت کا پرویزی مفہوم ملاحظہ ہو :

"چونکہ خدا عبارت ہے اُن صفاتِ عالیہ سے جسے انسان اپنے اندر منعکس کرنا چاہتا ہے۔ اِس لیے قوانینِ خداوندی کی اطاعت درحقیقت انسان کی اپنی ..... اطاعت ہے کسی غیر کی نہیں۔" [۲]

لیجیے پرویز صاحب کے لفظوں میں ایمان بالغیب کا جدید مفہوم بھی ملاحظہ فرمایئے :

"مستقبل کے مفاد کے لیے وہی کوشش کرے گا جسے اَن دیکھے نتائج پر پورا پُورا یقین ہو۔ قرآن اِسے ایمان بالغیب کی اصطلاح سے تعبیر کرتا ہے۔" [۳]

موصوف نے قرآنِ کریم کو کھلونا بناتے ہُوئے شرک کا مطلب یہ گھڑا ہے :

"شرک کے معنی ہیں کہ انسان زندگی کے ایک دائرے میں کوئی اور قانون سامنے رکھے اور دُوسرے دائرے میں کوئی اور۔" [۴]

اب اِسی انداز پر رئیس المحرّفین صاحب نے کفر کا مفہوم یہ بتایا ہے :

۱۔ مسٹر پرویز : سلیم کے نام خطوط ، ص ۱۵۶ ۲۔ مسٹر پرویز : معراجِ انسانیت ، ص ۲۴۰

۳۔ مسٹر پرویز : اسبابِ زوالِ اُمت ، ص ۳۰ ۴۔ ایضاً : ص ۵۳

"وہ لوگ جو اپنے حال ہی کی زندگی کو زندگی سمجھتے ہیں.... اُنھیں.... کفّار کا گروہ کہہ لیجیے یعنی مستقبل سے یکسر منکر"۔ [1]

قیامت یعنی روزِ جزا و سزا موصوف جیسے مادیت پرست کی نگاہوں میں کیا ہے؟ ملاحظہ ہو:

"ظہورِ نتائج کے وقت میں اختلاف ہوتا ہے، اِس لیے قرآن نے واضح کر دیا کہ یوم الدّین..... اِس وقت بھی موجود ہے۔ یہ تو مُلّا کی قیامت ہے جس کا اِس زندگی سے کوئی تعلق نہیں"۔ [2]

حیات بعد الممات کو مسٹر پرویز صاحب نے کس چابک دستی سے اِسی زندگی میں سمویا ہے، موصوف کے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

"حیات بعد الممات ایک ایسی حقیقت ہے جس پر ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔ زندگی ایک جوئے رواں ہے... اِس میں انقطاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔ [3]

زندگی میں انقطاع کا سوال پیدا ہوتا ہے یا نہیں؟ اِس کا موصوف کو مرتے دم بخوبی علم ہو جائے گا، اگرچہ آج گمراہ گری کا بازار گرم رکھتے ہوئے وُہ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں، کون زبان پکڑ سکتا ہے؟

میزان پر اعمال تُلنے کی تصریح موصوف نے یُوں کی ہے:

"قرآنی تصوّر کی رُو سے ہماری زندگی کی ایک ایک سانس میں حساب اور کتاب پوشیدہ ہے۔ کارگاہِ حیات میں ایک ایک قدم پر میزان قایم ہے، جس میں ہمارے اعمال تُلتے ہیں اور ہمیں موت اور زندگی کے پروانے ملتے ہیں"۔ [4]

متاعِ دُنیا اور متاعِ آخرت کا مفہوم جو پرویز صاحب نے گھڑا ہے، اُسے موصوف کی زبانی ہی سماعت فرمایا جائے:

"قرآن... کے نزدیک متاعِ دنیا سے مفہوم ہوتا ہے وُہ مفاد جو انسان صرف اپنی ذات کے لیے تلاش کرتا ہے اور سامانِ آخرت سے مقصود ہوتا ہے

---

[1] مسٹر پرویز: اسبابِ زوالِ اُمت، ص ۴۲ — [3] مسٹر پرویز: فردوسِ گم گشتہ، ص ۳۲۱

[2] مسٹر پرویز: اسبابِ زوالِ اُمت، ص ۲۹ — [4] مسٹر پرویز: فردوسِ گم گشتہ، ص ۳۲۶

وہ متاع جسے وہ آنے والی نسلوں کے لیے جمع کرتا ہے۔" [1]

اب تقویٰ اور پرہیزگاری کا مطلب، جو پرویز صاحب کا خانہ ساز ہے، ملاحظہ فرمایا جائے:

"قانونِ فطرت ..... سے ہم آہنگی کو تقویٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وقی کے معنی ہیں گھوڑے کے سموں کو اس طرح گھسنا کہ وہ ہموار ہو جائیں۔" [2]

زمین و آسمان یعنی ارض و سماء کا پرویز صاحب نے کیا معنی گھڑا ہے، یہ بھی موصوف کی زبانی ملاحظہ فرمالیجیے:

"قرآن نے معاشی زندگی کے لیے ارض کی جامع اصطلاح استعمال کی ہے اور آفاقی قوانین کو جو کائنات میں جاری و ساری ہیں سماء کی اصطلاح سے تعبیر کیا ہے۔" [3]

اقامتِ صلوٰۃ یعنی نماز قایم کرنے کے بارے میں موصوف کیا تحقیق جھاڑتے ہیں، اُن کے ہی لفظوں میں ملاحظہ ہو:

"مجوسیوں کے ہاں پرستش کی تشکل کو نماز کہا جاتا تھا۔ یہ لفظ اُنہی کا ہے..... لہٰذا صلوٰۃ کی جگہ نماز نے لے لی۔" [4]

"اب اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ کا صحیح مفہوم سامنے آسکتا ہے، یعنی معاشرے میں ایسی فضا پیدا کر دی جائے جس سے ہر فردِ معاشرہ اُن مستقل اقدار کو اپنے اندر سموتے ہوئے ہو جن کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے، اپنے دل کی مرضی اور رُوح کی خوشنودی سے دوسروں کے لیے سامانِ نشوونما بہم پہنچانے کی فکر میں لگ جائے۔ قرآن نے اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃ کا لازمی نتیجہ یہی بتایا ہے۔" [5]

"جہنم والوں سے پُوچھا جائے گا کہ تم نے کیا جُرم کیا تھا، جس کی وجہ سے تمھاری

---

[1] مسٹر پرویز: اسبابِ زوالِ اُمت، ص ۲۹ [2] ایضاً: ص ۳۳

[3] ایضاً: ص ۳۵ [4] مسٹر پرویز: قرآنی فیصلے، ص ۲۶

[5] مسٹر پرویز: نظامِ ربوبیت، ص ۱۶۲، ۱۶۱

یہ حالت ہوگئی؟ وہ کہیں گے ہم مصلّی نہیں بنے تھے (قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ ۴۳/۷۴) یعنی ہماری کیفیت یہ تھی کہ ہم اُن لوگوں کے لیے سامانِ پرورش نہیں فراہم کرتے تھے جو حرکت سے محروم ہوگئے تھے۔" لہ

زکوٰۃ کا مفہوم بتاتے ہُوئے موصوف نے ایک عجیب سوال بھی کر دیا ہے۔ دونوں باتیں خود اُن کے لفظوں میں ملاحظہ ہوں:

"یہ حکم کہ زکوٰۃ دو، قرآن میں اور یہ حکم کہ زکوٰۃ بشرح اڑھائی فیصدی دو، قرآن سے باہر۔ کیا ...... اِس سے قرآن کی ضخامت بڑھ جانے کا اندیشہ تھا؟" لہ

واقعی زکوٰۃ کی شرح قرآن سے باہر ہے اور اِس کے بیان کر دینے سے قرآن کی ضخامت بڑھ جانے کا اندیشہ بھی نہیں تھا لیکن مسٹر پرویز نے ایمان اور توحید سے لے کر چھوٹے مسائل تک قرآن کریم کی تمام اصطلاحوں کو جو من مانے مفہوم و مطالب کا جامہ پہنا دیا ہے، کیا اِن کے متعلق قرآن کریم کے اندر ذرا بھی کوئی اشارہ پایا جاتا ہے کہ واقعی فلاں اصطلاح کا یہی مفہوم ہے جو پرویز صاحب بیان کر رہے ہیں۔ ہم پُوری ذمّہ داری کے ساتھ کہتے ہیں کہ وُہ اپنے بیان کردہ مطالب کی تائید قرآنِ مجید سے ہرگز پیش نہ کرسکیں گے۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ یہ کیا قیامت ہے کہ کائنات کی سب سے بزرگ ترین ہستی، جس پر کلامِ الٰہی نازل ہُوا وہ قرآنِ کریم کی کسی اصطلاح کا مفہوم بتائیں تو پرویز صاحب کے نزدیک ناقابلِ قبول اور ناقابلِ یقین لیکن خود جو بھی انٹ شنٹ معانی گھڑ کر پیش کریں اُن کی صحت و صداقت کو ایسے وثوق کے ساتھ منوانے کی مہم چلاتے ہیں جیسے اللہ رب العزّت نے اُنھیں بتایا ہو کہ واقعی میری نازل کردہ آیات کے حقیقی معانی یہی ہیں۔ موصوف نے کتنے دھڑتے اور بیباکی کے ساتھ مسلمانوں سے یہ سوال کیا ہے کہ:

"رسول اللہ سے بہتر کوئی شخص قرآن کو نہیں سمجھتا لیکن سوال یہ ہے کہ قرآن

لہ مسٹر پرویز: نظامِ ربوبیت، ص ۱۶۲
لہ مسٹر پرویز: سلیم کے نام خطوط، ص ۷۰

کی جو تفسیر رسول اللہ نے فرمائی وہ آج ہے کہاں ؟" [1]

جو سوال پرویز صاحب مسلمانوں سے کر رہے ہیں اگر یہی کچھ مسلمان اُن سے مطالبہ کریں کہ کیا آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ قرآنی تفسیر ہے ؟ یقیناً پرویز صاحب کا جواب نفی میں ہوگا۔ اِس صورت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ موصوف آیاتِ قرآنیہ کے جو مفہوم و مطالب بتا رہے ہیں اُن کے بارے میں کیا ثبوت ہے کہ وہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ تفسیری بیانات کے بالکل مطابق ہیں اور اُن کے مخالف یا من گھڑت نہیں ہیں ؟ موصوف نے بعض قرآنی الفاظ کے مفہوم و مطالب کے بارے میں لکھا ہے کہ :

"قیامت کے قرآنی مفہوم کے لیے مشعلِ راہ کی آخری جلد کا انتظار فرمائیے۔" [2]

"قصۂ آدم کے صحیح مفہوم کے لیے جلد دوم ، باب آدم دیکھیے۔" [3]

"ثواب کے قرآنی مفہوم کے لیے دیکھو میرا مضمون نجات صد ۱ ۔" [4]

"جنت اور جہنم کے قرآنی مفہوم کے متعلق ..... دیکھیے میرے مقالات نجات صد ۱ ۔" [5]

"قرآن کے نظامِ صلوٰۃ کی تفصیل کے لیے مشعلِ راہ کی آئندہ جلد کا انتظار فرمایئے۔" [6]

پرویز صاحب نے مسلمانوں پر تو یہ حجت قایم کرنے کی کوشش فرمائی تھی کہ زکوٰۃ کی شرح بیان کر دینے سے کیا قرآن کا حجم بڑھ جاتا ؟ مسلمان بھی اُن سے یہی سوال کرتے ہیں کہ پرویز صاحب! بتایئے تو سہی کہ قیامت ، ثواب ، جنت و دوزخ اور نظامِ صلوٰۃ وغیرہ قرآنی اصطلاحوں کا مفہوم اگر اللہ تعالیٰ اپنے آخری پیغام میں وہی کچھ بیان کر دیتا جو آپ بیان کر رہے ہیں تو کونسا حجم بڑھ جاتا ؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیان کردہ مفہوم و مطالب قطعاً قرآن کریم میں بیان نہیں فرمائے تو آنجناب کس خوشی یا خوش فہمی میں کلامِ الٰہی کے اندر معنوی تحریف کر کے اُدھر

---

[1] مسٹر پرویز ، مقامِ حدیث ، ص ۸
[2] مسٹر پرویز : اسباب زوالِ اُمت ، ص ۴۴
[3] ایضاً : ص ۴۸
[4] ایضاً : ص ۱۷
[5] ایضاً : ص ۱۷
[6] ایضاً : ص ۱۱۰

عضبِ الٰہی خریدرہے ہیں اور اِدھر بھولے بھالے مسلمانوں کی بے خبری سے ناجائز فائدہ اٹھاکر اُنھیں گمراہ کررہے ہیں؟

اگر مسٹر پرویز کی طرح کسی سیاستدان کو تحقیق کا شوق چرّا ئے اور وہ قرآن دانی کا مدعی بن کر کہنے لگے کہ ایمان سے وزارت کا حصول، اقام الصّلوٰۃ سے پارٹی کا استحکام، ثواب سے دولت کا ملنا، جنّت و دوزخ سے ہار جیت اور قیامت سے مراد وزارت سے معزول ہونا ہے۔ اسی طرح ایک امیر بنکار نے لگے کہ ایمان سے کارخانے ہونا، اقامتِ صلوٰۃ سے کوٹھیوں کا رول کا حصول، ثواب سے فارونی دولت، جنّت و دوزخ سے مزدوروں کا خوش رہنا یا ہڑتال کردینا اور قیامت کا مطلب کارخانوں کا قومی ملکیت میں چلے جانا ہے۔ یا کوئی مزدور کہے کہ ایمان سے نوکری ملنا، اقامتِ صلوٰۃ سے مالک کا کام سے خوش ہونا، ثواب سے مزدوری کا بروقت مل جانا، جنّت و دوزخ سے نوکری میں کمی بیشی اور قیامت سے مراد نوکری سے جواب مل جانا ہے تو ایسے حضرات کی ژٹلوں، تُک بندیوں اور مسٹر پرویز کے سراسر عقلی ڈھکوسلوں میں آخر فرق کیا ہوگا؟

قرآنِ کریم کے مفہوم و مطالب میں مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے ساتھ ساتھ پرویز صاحب نے دُوسرا میدان حدیث کی مخالفت کو بنایا، جس کے جواب میں علمائے کرام بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ تیسرا میدان تحریکِ پاکستان کا منتخب کیا ہوا ہے، جس کو لے کر پاکستانی باشندوں کو مغالطے میں مبتلا کرنا بھی موصوف کا محبوب مشغلہ ہے۔ اِن کے ایک پیروکار چودھری حبیب احمد صاحب نے بھی اپنی تصنیف تحریکِ پاکستان اور نیشنلسٹ علماء میں یہی تاثر پیش کیا ہے۔ دیندار طبقے سے اہلِ دین کو متنفر کرنے کی خاطر پرویز صاحب نے لکھا ہے کہ:

> "غیروں کی حکومت میں مذہب تو باقی رہ سکتا ہے، دین نہیں رہ سکتا۔ آپ احباب کو معلوم ہے کہ تحریکِ پاکستان کی سب سے زیادہ مخالفت ہمارے مذہب پرست طبقہ کی طرف سے ہوئی تھی۔ یہ درحقیقت دین اور مذہب کی وہی کش مکش تھی جو ازل سے تاامروز باہمدگر ستیزہ کار چل رہی ہے۔" [1]

---

[1] مسٹر پرویز: بہارِ نو، ص ۲۷۰

آگے موصوف نے مسلمانوں کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہُوئے لکھا ہے:

"آپ نے غور فرمایا کہ تحریکِ پاکستان کی کش مکش کس طرح درحقیقت دین و مذہب کی وہی کش مکش تھی جو ازل سے تا امروز ستیزہ کار چلی آرہی ہے۔ مذہبی طبقہ کی اِس قدر مخالفت کے باوجود پاکستان وجود میں آگیا اور اِس کے ساتھ ہی مخالفین کا یہ لشکر بھی اِدھر اُمنڈ آیا۔ اب وہی کش مکش پندرہ سولہ برس سے یہاں بھی جاری ہے۔ اِس طبقہ کی انتہائی کوشش یہ ہے کہ یہاں قرآن کی حکمرانی نہ ہونے پاتے۔ اِس کی بجائے یہ چاہتے ہیں کہ اوّلاً یہاں مذہبی تھیاکریسی قایم ہو جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اِس انداز کی سیکولر حکومت قایم ہو جائے جس میں پبلک لاز حکومت کے ہاتھ میں رہیں اور پرسنل لاز مذہبی پیشوائیت کی تحویل میں۔"[1]

اِن عبارتوں میں پرویز صاحب نے دل کھول کر دھاندلی کی ہے۔ چند ایک کی نشان دہی کرتا ہوں:

اوّلاً: دین اور مذہب کی من مانی تعبیریں کر کے خود کو دین کا پیروکار اور مسلمانوں کو دین سے متنفر اور مذہب کے پرستار قرار دے دیا۔ حالانکہ نہ دین و مذہب میں کوئی تفریق، نہ پرویز صاحب کو دین سے کوئی سروکار، نہ مسلمانوں میں کوئی دین سے بیزار اور کسی دُوسرے مذہب کا پیروکار۔

ثانیاً: سب مسلمانوں کو تحریکِ پاکستان کا مخالف قرار دے دیا، یہ ہمالیہ پہاڑ سے بھی بڑا مغالطہ ہے۔ تحریکِ پاکستان کی مخالفت صرف اُن علمائے نے کی تھی جو گاندھی کے پرستار تھے یعنی نیشنلسٹ علماء، جن میں جمعیۃ العلمائے ہند اور احراری وغیرہ حضرات شامل تھے۔ یہ ملّتِ اسلامیہ کے لیے مسٹر پرویز کی طرح ہمیشہ مارِ آستین ہی رہے تھے۔ مسلمانوں کے سوادِ اعظم یعنی اہلسنت وجماعت نے تحریکِ پاکستان میں بھرپور حصّہ لیا۔ یہی حضرات اِس تحریک کا علم بلند کرنے والے اور یہی اِسے ساحلِ مراد تک پہنچانے والے تھے، جنھیں گمراہ گروں نے بریلوی فرقہ کے نام سے پکارنا شروع کر دیا ہے حالانکہ یہ وہی قدیم جماعت ہے جسے اللہ تعالیٰ

---

[1] مسٹر پرویز: بہارِ نو، ص ۲۷۱

نے اپنے آخری پیغام میں حزبُ اللہ اور اُمّتِ وُسطیٰ کہا ہے اور فخرِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کی مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ کے لفظوں سے تخصیص فرمائی اور اِتَّبِعُوا السَّوَادُ الْاَعْظَمَ سے جس کی پہچان بتائی ہے۔ جس کے علمی و عملی اور تبلیغی و مجاہدانہ کارناموں سے دنیا جگمگا رہی ہے اور خدا کا آخری پیغام دنیا کے ہر گوشے میں پہنچا اور جو ہمیشہ کفر کا غرور توڑتے آئے اور طاغوتی طاقتوں کے مقابلے پر ایسی مضبوط چٹان ثابت ہوتے رہے کہ ان کے سائے میں مارِ آستین ثابت ہونے والے گمراہ گروں کو بھی آرام سے بیٹھنا نصیب ہوتا رہا ورنہ دنیائے کفر کے مقابلے پر اہلحدیث، دیوبندی، نیچری، پرویزی اور شیعہ وغیرہ حضرات نے اپنی پوری تاریخ میں کون کون سے ملکوں میں اسلام پھیلایا؟ کفر کی طاقتوں سے کتنی دفعہ ٹکرلی؟ جواب صفر۔ اہلسنّت وجماعت کو ایک جانب رکھ دینے کے بعد باقی سارے فرقے دیکھیں کہ کافروں، غیر مسلموں کے مقابلے پر اُن کی جمعیت و طاقت کیا ہے؟ کیا کافروں کے حصّے میں اُن کی ایک ایک بوٹی بھی آتی ہے؟ اہلسنّت کا سایہ ہٹتے ہی کیا کچّے نہ چبا لیے جائیں گے؟

پرویز صاحب! اِسی اہلسنّت وجماعت کے پانچ ہزار مشایخ وعلماءِ سُنّی کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل میں بنارس کے مقام پر اکٹھے ہوئے اور ڈیڑھ لاکھ سے زائد سُنّی مسلمانوں کی موجودگی میں تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کا تاریخی اعلان فرمایا۔ علی الاعلان کہہ دیا کہ برطانیہ کے سارے خود کاشتہ پودے یعنی تمام فرقے پاکستان کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے تو مذکورہ کانفرنس کے خطبۂ صدارت میں متفقہ اعلان کیا گیا کہ سُنّی مسلمان پاکستان بنا کر رہیں گے اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک پاکستان معرضِ وجود میں نہ آجائے۔ حتیٰ کہ پیر مانکی شریف نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر مسلمانانِ اہلسنّت وجماعت پاکستان بنانے پر کمربستہ نہ ہوتے تو مسٹر جناح کے ساتھ تھا کون؟ کون مسلم لیگ کا جھنڈا اٹھاتا اور کہاں اس کا دفتر قائم ہوتا؟ بلکہ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ بھی کہہ دیا کہ مسٹر جناح بھی اگر مطالبۂ پاکستان سے دست بردار ہونا چاہیں تو ہو سکتے ہیں لیکن سُنّی مسلمان پاکستان بنا کر ہی دم لیں گے۔ غرضیکہ تمام علماء اور مشایخ نے تحریکِ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ پیرانِ عظام نے اپنے ہزاروں اور لاکھوں مریدوں کو

مطالبۂ پاکستان کا منہ بولتا اشتہار بنا دیا۔ اکیلے حضرت امیرِ ملّت، پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے چالیس لاکھ مریدوں سمیت حمایت پر کمر بستہ تھے اور تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی خاطر دن رات ایک کر دیئے۔ کیا مسٹر پرویز اینڈ کمپنی ان بزرگوں میں سے کسی ایک بزرگ کے برابر پاکستان کی تحریک میں اپنا حصّہ ثابت کر سکتے ہیں؟ جانے دیجئے، پاکستان کی بنیاد پر جو الیکشن ہُوا اور مسلم لیگ نے سو فیصد کامیابی حاصل کی، کیا مسٹر پرویز ثابت کر سکتے ہیں کہ اُن میں سے ایک ممبر بھی ایسا ہے جو پرویزی حضرات کے ووٹوں سے کامیاب ہُوا ہو؟ مسٹر پرویز اور پرویزی حضرات ہمیں بتا سکتے ہیں کہ اہلسنّت وجماعت کے مقابلے پر پاکستان کے لیے اُن کی قربانیوں کا تناسب کیا ہے؟ سوائے اِس کے وُہ اور کیا کارنامہ دکھائیں گے کہ نیشنلسٹ علماء کے خلاف لکھے ہُوئے چند بیانات دکھا دیں گے، حالانکہ وُہ علماء بھی اُمتِ محمدیہ کے لیے ہمیشہ اپنی تاریخ میں پرویز صاحب کی طرح مارِ آستین ہی بن کر رہے ہیں۔ اپنے چند صفحات لکھنے کی یہ قدر وقیمت اور ملّتِ اسلامیہ کے اِتنے عظیم الشان کارنامے، بے شمار جانی اور مالی قربانیوں سے یُوں آنکھیں بند بلکہ دشمنِ دین وملّت قرار دینے کے پابند،

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

ثالثاً: پرویزی حضرات نے کس روز انگریزوں یا ہندوؤں سے مقابلہ کیا۔ اگر آپ حضرات کی جانب سے ایسا ایک لفظ بھی منہ سے نکلتا تو اِس پُورے ٹولے کو برٹش گورنمنٹ یا ہندو اکثریت ایک پرِ کاہ یا کسی مکھّی اور مچھّر کے برابر بھی تو اہمیت نہ دیتی۔ لیکن یہ ٹولہ پاکستان کی تحریک اور دین کا علم بردار بنتا ہے جو دین کے ابجد سے بھی واقف نہیں اور مسلمانوں کے سوادِ اعظم کو دین ودیانت سے پیچھا چھڑا کر، آنکھیں بند کر کے تحریکِ پاکستان کا مخالف بتا رہا ہے۔ کیا پرویز صاحب یہ بتانے کی زحمت گوارا کریں گے کہ اُن سے تحریکِ پاکستان یا مملکتِ پاکستان کو کیا فائدہ پہنچا ہے؟ دین سے بغاوت کرنے والے چند سر پھرے ملک وملّت کا کیا بھلا کر سکتے ہیں؟

رابعاً: موصوف کا لکھنا کہ: "اِس طبقہ کی انتہائی کوشش ہے کہ یہاں قرآن کی حکمرانی نہ ہونے پائے۔" ایسے عالم آشکار میں قطعاً سفید جھوٹ اور نِری گپ ہے۔ مسلمان تو دل وجان سے

چاہتے ہیں کہ یہاں قرآنِ کریم کی حکومت ہو جائے، قرآن وسنّت کا آئین رائج ہو جائے، نظامِ مصطفیٰ رائج ہو جائے، خلافتِ راشدہ کے قوانین نافذ ہو جائیں۔ اگر قرآن کی حکمرانی سے پرویز صاحب کی مراد اپنے ذاتی خیالات ہیں، تو ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ پرویز صاحب جیسے دشمنِ قرآنِ کریم کے خیالات ملّتِ اسلامیہ پر لاگو ہوں، اِس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ :

ع ایں خیال است و محال است و جنوں

پرویز صاحب نے علّامہ اقبال کو اپنے خیالات کا داعیِ اوّل، اپنی غیر اسلامی تحریک کا علمبردار وغیرہ ٹھہرا کر، اُن کی عقیدت کا دامن سنبھالا ہُوا ہے۔ یہ پرویز صاحب کی دھوکے بازی کا چوتھا میدان ہے کیونکہ شاعرِ مشرق علّامہ سر محمد اقبال، سُنّی مسلمان اور ایک عظیم مفکّر تھے۔ پرویزیت سے موصوف کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔ کفرزارِ ہند کے قلب میں بیٹھ کر اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کرنے والے سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں شاعرِ مشرق نے کہا تھا :

ع چشتی نے جس چمن میں پیغامِ حق سُنایا

حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار یُوں کیا تھا :

وُہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہباں
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

مولانا جلال الدین رومی صاحبِ مثنوی کو علّامہ اقبال نے اپنا پیر قرار دے کر پیرِ رومی اور اپنے لیے مریدِ ہندی کہا اور مولانا روم سے ڈاکٹر اقبال اتنے متاثر تھے کہ بصد حسرت و یاس کہا کرتے تھے :

نہ اُٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وُہی آب و گِلِ ایراں، وہی تبریز ہے ساقی

علّامہ اقبال تو بزرگانِ دین کو پیغامِ حق سنانے والے اور سرمایۂ ملّت کے نگہبان قرار دے رہے ہیں اُن جیسے اور پیدا ہونے کی دُعائیں کرتے تھے لیکن پرویز صاحب ایسے علّامہ اقبال کے عاشق ہیں کہ علّامہ کے ممدوحین کو دین کے دشمن اور مذہب کے پرستار بتا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین و دیانت نصیب فرمائے۔ (آمین)